جلد ۱۱ | بمبئی دوشنبہ ۷ رجب المرجب ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ عیسوی | نمبر ۴۰

مقدمۃ الجیش

ہم کیون نہ ماتم کرین

ضیاء الملۃ والدین امیر عبدالرحمن خان والی کابل کا انتقال مرحوم مغفور [illegible] کابل کا ایجنٹ [illegible] تعزیت میں [illegible] صاحب نے کل [illegible] ماتم [illegible] امیر صاحب کی زیارت [illegible] کی [illegible] شریک تھے [illegible] اراکین [illegible] تعزیت ادا کر چکے [illegible] غائبانہ نماز پڑھ کر [illegible] مغفرت کی [illegible] تعزیت کا تار کابل بھیجا [illegible] پیروی کرنی چاہئے [illegible] تعزیت [illegible] اخبار کا شائع [illegible] امیر [illegible] جامع الصفات شخص [illegible] ماتم میں [illegible] اخبار بند کر دیا جاتا تب بھی [illegible] نہین ہو سکتا [illegible]

حجاز ریلوے کا چندہ

[illegible] سلطان المعظم کی [illegible] شکستہ دل [illegible] خیال کیا تھا کر دو دو چار چار آنہ [illegible] بہتر ہی ہے [illegible] اس چندہ کو بھی [illegible] کیون [illegible] کا بار [illegible] بعض تاجر [illegible] شروع کیا تو انہون [illegible] اس کام کو [illegible] شروع کیا [illegible] کمیٹی حجاز ریلوے کو [illegible] روپیہ [illegible] ہزار روپیہ [illegible] نے کہا کہ [illegible] روپیہ [illegible] دو ہزار [illegible] ماہ اکتوبر [illegible] دو ہزار روپے [illegible] کمیٹی حجاز ریلوے [illegible]

پھر کھول دیا

پہلے جب چندہ بند کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا مگر بعض [illegible] خواہون کے [illegible] سے کچھ دن لگ گئے اگر [illegible] بوجہ [illegible] سر [illegible] گزشتہ دو ہفتون مین [illegible] چندہ حجاز ریلوے کے متعلق [illegible] واپس کر گئے [illegible] جنہون نے [illegible] چندہ [illegible] پاس [illegible] روپیہ واپس کر [illegible] وہ حضرات ہماری اس [illegible] ہم انسے معافی چاہتے ہین اور پھر انکی خدمت مین گذارش کرتے ہین کہ [illegible] روپیہ [illegible] کے [illegible] تمام [illegible] چندہ [illegible]

کون دانت کھٹے کرے

تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ روسی اخبارات روس کی نسبت یہ لکھ رہے تھے کہ روس ضرور ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ اور فی الواقع اسکو یہ ملک کہ جس کی سرزمین سونا چاندی اوگلتی ہے لینا ہی چاہئے ایسے زرخیز ملک کے لیے ایسا ہی فریفتہ ہونا چاہئے۔ یقین کامل ہے کہ وہ اپنا ارادہ ضرور پورا کرے گا خواہ کسیطرح کرے۔ لیکن اب یہی اخبارات لکھ رہے ہیں کہ انگریزی اخبارات ناحق ناراض روس کیطرف بدظن ہیں۔ جو حسد دیا نہ ہوا کہ روس نے ہندوستان کیطرف سے رخ پھیر لیا پہلے بیشک اسکا ارادہ تھا۔ لیکن اب وہ اس ارادہ کو ترک کر بیٹھا۔ گورنمنٹ برطانیہ بڑی چین سے بے عل و غش حکومت کرے۔ روس کو ادہر کا خیال بھی نہیں۔

یہہ تو وہی مثل ہوگئی کہ ایک انگور کے درخت میں لومڑی نے جو تر و تازہ خوشے لٹکتے دیکھے اوس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ بہت اچھلی کودی لیکن جب انگور منہ تک نہ پہنچ سکی تو یہ کہنے لگی کہ ابھی تو انگور کھٹے ہیں کون دانت کھٹے کرے۔

روس کا ہندوستان سے ہاتھ دہو بیٹھنا بالکل اسی مثل کے مصداق ہے۔ روس نے ہندوستان کے لیے کیسے کچھ پاؤں پھیلے۔ اور کیا کیا کچھ ترکیبیں نہ کیں لیکن جب ایک بھی نہ چلی۔ تو کف افسوس ملنے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ دہر کے بیٹھ رہا۔

ٹرانسوال میں جنرل کچنر کی اب تو خوب بن آئی۔ مارشل لا بڑی زور و شور سے جاری ہے ابھی عام طور پر تو صفائی نہیں کیجاتی لیکن ہاں درجہ تک کوئی افسر سپاہی پکڑا جاتا ہے تو اسکو بجائے قید کے پھانسی ہی کی سزا دیجاتی ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں قوم بوئر کے پانچ چھ افسر پکڑ لائے گئے جنکو پھانسی پر لٹکایا گیا کسی کو گولی سے اوڑا دیا غرض دنیا سے چلتا کر دیا۔ دشمن کی خوب

کیا ملائم چارا سمجھا ہے

روسی اخبارات امیر صاحب کے انتقال سے بہت خوش معلوم ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہماری مراد بر آنے کا موقعہ خاصا ہو گیا۔ چنانچہ روس کو وہ یہ لکھ لکھ کے ابھار رہے ہیں کہ اس وقت میدان خالی ہے برسوں کی آرزو پوری کر لینے کا یہی وقت ہے۔ ہندوستان پر جو مال ٹپکتے ٹپکتے زار روس کا منہ خشک ہو گیا تھا اور وہ اس سے منہ دھو بیٹھا تھا۔ اب ہندوستان پر منہ مارنے کا اچھا موقعہ ہے۔ روس پہلے اسی پر شش در ہیں کہ امیر صاحب مرحوم کسیطرح اڑ نگا پر چڑھ جائیں تو ہندوستان کی زیارت نصیب ہو جائے۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیے اونکو بہت کچھ لالچ دیا گیا۔ لیکن وہ ایسے سخت دل اور قول کے پورے تھے کہ انہوں نے ادہر رخ بھی نہیں کیا۔ اور بغیر اونکی رضامندی کے ہندوستان کی طرف ایک قدم بھی بڑھانا ناممکن تھا۔ اب وہ چل بسے سردار حبیب اللہ خان نئے کھلاڑی ہیں۔ بمقابلہ برٹش سلطنت کے اگر روس زیادہ فائدہ دکھینگے تو آنکھیں بند کر کے ادہر ہی جھک پڑینگے۔ اور اگر وہ سیدھی طرح سیدھے نہ ہوں تو روس کو چاہئے کہ بے کھٹکے افغانستان پر حملہ کرے۔ اور ایسا جنرل حملہ کرے کہ تمام افغانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں بس پہر افغانستان کے کل علاقہ کو روسی سلطنت سرحد

گورنمنٹ کی جابیر ہسکی تو دیکھو کہ والیس شدہ فوج ۔۔۔ جنگ ٹرانسوال کی شرکت سے انکار کر دیا اس سے یہ زرا بھی بد دل نہیں ہوئی نہ انکو معبد کیا۔ نہ ناراضی ظاہر کی بلکہ دوسری فوج کی تیاری میں مصروف ہو گئی اسکا اثر کیا یہ ثابت کر دی کہ ۔۔ یہ نہ سمجھے کہ میسور ہی کی گاڑی چلتی ہے ہم نہیں اور سہی نہیں اور سہی۔ ہمارے نزدیک گورنمنٹ نے یہ بہت اچھا کیا جو

ایران پر پہتانوں کا طوفان

سلطان الاخبار میں سلطنت عثمانیہ کے متعلق ایک مضمون انگریزی اخبارات کا من گھڑت شایع کر کے اونکے تعصب کا ثبوت دیا گیا تھا۔ جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قسطنطنیہ کے محلات میں بہت بڑی سازش کا پتہ لگا۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی بیبیاں خود در پے آزار بنائی گئی تہیں اور انپر انگریزی اخبارات نے یہ اتہام لگایا کہ وہ بہی اعلیحضرت کے انتظام ملکی سے ناخوش ہیں اور چاہتی ہیں کہ یہ تخت سے اوتار دئے جائیں۔ پہر لکھا کہ اس سازش کے بھید کھل جانے پر سلطان المعظم نے کئی بیبیوں کو خود ریوالور سے اڑا دیا۔ اور باقی کو دریا برد کر دیا۔ اس طوفان بے تمیزی کے بعد انگریزی اخبارات نے سلطنت ایران پر مہربانی فرمائی ہے۔ پہلے تو وقتاً فوقتاً اوسکی بدانتظامی کا ذکر کرتے رہے۔ اور اب دہڑلے سے یہ خبر اوڑادی۔ کہ شہنشاہ ایران نے اپنے وزیر کو پابجولان کر کے بازاروں میں اس غرض سے گشت کرایا کہ اور عملداروں کو عبرت ہو۔

بعض اخباروں نے وزیر سے صدر اعظم کی نسبت خیال دوڑایا ہے۔ اور بعض وزیر لشکر کیطرف۔ لیکن زیادہ تر اس سے وزیر لشکر ہی کیطرف گمان ہوتا ہے۔ جرم یہ بتایا گیا کہ یہ شہنشاہ کو تخت پر سے اوتارنیکی خفیہ سازش کر رہا تھا۔ انگریزی اخبار اسلامی سلطنتوں کا جتا کچھ خاکہ اوڑائیں تھوڑا ہے۔

بعض نامہ نگار ایسے اکھڑ ہوتے ہیں کہ اپنے مرقد کا نشان تک نہیں بتاتے اور چاہتے ہیں کہ اسی ہفتہ مضمون شایع ہو جائے ۔۔ اچھی طرح کان کھول کر سن لیں کہ دفتر عالیہ میں ایسے مضامین زراً و اخلاقاً قتل کر دئے جاتے ہیں خواہ وہ اچھے ہوں یا بڑے۔ آیندہ کیلیے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جبتک نامہ نگار کے نام اور پتہ کی پرائیوٹ طور پر تصدیق

کوئی اور بھی نہ پھٹکے

کویت کے متعلق لوگون کو پریشانی تھی اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانون کو کیونکہ اگر خدانخواستہ ترکی اور برٹش کی مڈبھیڑ ہو جاتی تو بڑی ٹھہرتی۔ ہر شخص اسکے لئے دست بدعا تھا کہ خدا کرے یہ جنگی گھٹا بغیر برسے ہی ہوا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے ایسا ہی ہوا کہ بغیر کشت و خون کے یہ معاملہ سلجھ گیا۔ گورنمنٹ برطانیہ سے جب ترکی گورنمنٹ نے دریافت کیا کہ آخر کہو تو سہی تمہیں دخل در معقول سے تمہارا منشا کیا ہے۔ اگرچہ ایسی ویسی جی مین سمائی ہے تو دل کھول کے کہہ دو۔ ورنہ یہان سے رخصت ہو۔ ہماری گورنمنٹ بہادر چونکہ نیک نیت اور سنجیدہ مزاج ہے اسنے کہہ بھیجا کہ کویت پر جنگی جہاز بھیجنے سے صرف ہمارا یہ منشا تھا کہ امیر کویت کی حالت نازک ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی اور سلطنت موقع پا کے اسکو دبوچ بیٹھے اور ہمارا بغلی گھونسہ بنکر ہر وقت ہمارا دل دہلاتا رہے۔ اسمین شک نہین کہ یہ مقام سلطنت عثمانیہ کے زیر سایہ ہے۔ ہم خوشی سے چاہتے ہین کہ یہ ہمیشہ اوسکو مبارک رہے ہم اس سے کچھ بھی تعلق نہین رکھنا چاہتے۔ مگر ہان ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اور کسی سلطنت کا تعلق بھی ہمکو گوارا نہین ہو سکتا۔ بس آپ ہی کی فوج اسکی حفاظت کرے۔ کویت کا جھگڑا تو اب ہمیشہ کیلئے نپٹ گیا۔ عجب نہین جو انگریزی جہاز وہان سے کھسک بھی گئے ہون لیکن اب یہ بات تشویشناک ہے کہ ترکی سلطنت نے جو ۳ ہزار ترکی فوج بغیر کسی خرخشہ کے کویت کیطرف براہ خشکی روانہ کردی اور وہ برابر چلی آ رہی ہے آخر اس سے اسکا منشا کیا ہے اور یہ بھی اس فوج کے افسرون مین ایک افسری [illegible]

افغانستان سے دوستی

سردار حبیب اللہ خان والاشان نے جو وائسرائے کے نام خط بھیجا تھا اوسکا جواب وائسرائے بہادر نے بھی بڑے محبت بھرے فقرون مین دیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ حکومت افغانستان کی انتہا دوست ہے اور وہ دل سے چاہتی ہے کہ اسکا استحکام روز افزون زیادہ ہو۔ اس خط مین سردار حبیب اللہ خان کی تخت نشینی بھی قبول کیگئی ہے۔ شہنشاہ ایڈورڈ نے دوستی کے مزید ثبوت کے لئے خاص اپنی طرف سے امیر کابل مرحوم کی تعزیت کا پیغام بھیجا ہے۔ اسمین شک نہین کہ برٹش گورنمنٹ افغانستان کی سچی خیرخواہ ہے خواہ ضرورت سے یا بے ضرورت ہو۔ مگر ہے دل سے۔ یقین کامل ہے کہ سردار حبیب اللہ خان والاشان بھی اپنے عہد پر قائم رہینگے۔ اور امیر صاحب کی پالیسی کو برقرار رکھینگے۔ برٹش گورنمنٹ سے دوستی قائم رکھنے مین علاوہ نذر نقد حاصل ہونے کے افغانستان کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ ادہر کوئی حریف آنکھ نہین ڈال سکتا۔

روس جو روس کیطرف سے بھی بہت کچھ دوستی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی سبز باغ بھی دکھائے گئے ہین۔ لیکن سردار حبیب اللہ خان کی ہوشیاری سے یقین ہے کہ وہ اودہر رخ بھی نہ کرینگے۔ کیونکہ روس اگر دوستی کے قابل ہوتا تو امیر صاحب کبھی اسکا ساتھ نہ چھوڑتے اوسکی تو وہی مثل ہے جس یار کسی کے زخم لگایا اور رکھے۔ ہم برٹش ہی کا وظیفہ ہے کہ عرصہ دراز سے امیر صاحب کے وظیفہ کو بھگت رہی ہے گویا انہی کے نام کا وظیفہ رٹ رہی ہے اور سردار حبیب اللہ خان کو بھی یہ ان تمناؤن سے محروم نہین کیگی جو امیر

گل دیسیونکو مار ڈالو

انگریز کاشتکارون کے دماغ کچھ ایسے بہکے ہین کہ وہ گورنمنٹ انڈیا کی طرز حکومت ہی کو نکما بتانے لگے۔ وہ یہ سمجھتے ہین کہ انگریزی حکومت کچھ بھی نہین جب دیسی اور انگریز ایک ہی عدالت مین کرسی نشین کرنے لگے تو انگریزون کی عزت ہی کیا۔ برافروختہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مدراس مین کاشتکارون کا بہت زور ہے۔ قلیون نے مزدوری کی کمی پر کام چھوڑ دیا۔ چند انگریزون نے قلیون کو ایسا مارا کہ انہیں نکال دیا۔ انہون نے عدالت مین فریاد کی۔ وہان دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے دکھا دیا گیا کہ دیسی لوگ بھی اسی گورنمنٹ کی رعایا ہین کہ جسکی انگریز ہین۔ کئی انگریزون کو سزا ہوگئی۔ اسپر وہ گروہ آپے سے باہر ہو گیا۔ وائسرائے سے حکام کی سخت برتاؤ کی شکایت کی۔ انہون نے بھی دھتکا بتا دی۔ اسپر ایک انگریز مسٹر ایل ایل بل کو بہت غصہ آیا۔ وہ اپنے پایونیر مین ایک مضمون چھپوا ڈالا جسکا خلاصہ یہ ہے۔

"ہندوستان مین انگریز بہت کم ہین۔ اور ان کی رہائش اسطرح ہے کہ سو پچاس کسی شہر مین ہین تو سو پچاس کسی شہر مین۔ نیم وحشی دیسیون کا کچھ شمار ہی نہین۔ اور کل انگریز ان کے گھیرے مین ہین۔ گویا ہر وقت خطرناک حالت مین زندگی بسر ہوتی ہے۔ اس صورت مین کم از کم اتنا تو اختیار دیا جائے کہ اگر کوئی دیسی خلاف مرضی کوئی حرکت کرے تو عدالت جانے کی ضرورت ہی نہ رہے وہ خود ہی اوسکو حسب منشا سزا دیا کرین۔ [illegible] خوب سوچا ہی کیون نہ کہہ دیا کہ دیسیون کو مار ڈالو

اب پورا زور ہو گیا

نامعقول ڈچون سے اب پر شش کا سمان باندھ دیا۔ سنتے تو یہ ہین کہ صرف ۱۵ ہزار باقی رہ گئے ہین۔ اگر یہ سچ ہوتا تو ہماری گورنمنٹ اور ملک کیون پروا کرتی۔ حالانکہ فوج تو وہان تیار ہے اور جنگی جہاز بھیجے جا رہے ہین اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ڈچون کو خفیہ طور پر کسی نہ کسی طرف سے مدد پہنچ گئی ہے۔ یا یہ بات ہے کہ ہزار دو ہزار جو ہماری بہادر فوج نے ڈرا کر بھگا دئے ہین وہ اب دوسری جگہ مین مقابلہ کے لئے آ گئے ہین۔ غرض کچھ ہی سبب کیون نہ ہو اسمین شک نہین کہ ڈچون نے پھر معقول زور پکڑ لیا اور اب وہ جہان کسی کے ساتھ مقابلہ تو نہین مگر حملے ضرور کرتے ہین۔ مقابلہ تو وہ بیچارے ہماری بہادر فوج سے کیا کر سکتے ہین لیکن وہ جو کہتے ہین کہ چور چوری سے جائے تو کیا ہیرا پھیری سے بھی جائے۔ اونکی گھٹی مین چونکہ وحشت اور سفاکی بھری ہوئی ہے اسلئے وہ بیکل ایک دم دبا نہین بیٹھتے کہا نا ہضم نہین ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ گذشتہ مہینون مین گو وہ بالکل شکست پر تھے اور واقعی انکی حالت بالکل شکستہ ہو گئی تھی مگر پھر بھی اپنی جبلی خصلت سے باز نہین آتے تھے روز نہین تو ہفتہ مین ایک آدھ دھما چوکڑی کرتے ہی رہتے تھے تاکہ ہتھیار وغیرہ زنگ نہ پکڑ جائین اب تو وہ ہتھیار ہی نہین بلکہ ہاتھ بھی صاف کر رہے ہین اور خوب کر رہے ہین۔ ایک وجہ تو انکی لوٹ مار بند تھی کیونکہ ہماری فوج نے ان کو ایسا گھسوٹ کر ادھین اس قابل ہی نہین رکھا تھا کہ کسی کو لوٹ سکین لیکن اب انہون نے ہاتھ پاؤن نکالے ہین اور ہر طرح کے ظلم کر رہے ہین۔ نیچ کا اڈنٹ کا کی ... فرقے باغیون کے ہین اور وہ برابر مارے جاتے ہین۔ یہ تو پتہ نہین لگا کہ انہون نے کس شہر پر لگائی ہے مگر بظاہر اونکا رخ جانب جنوب ہے بڑی گو کتنی ہی دور سہی مگر اونھون نے تو پھر سے نکلنے ہی

ہٹ پھیری شروع کر دی

جو کچھ نون ملتا ہے اوسکو لوٹ لیتے ہین۔ برباد کر دیتے ہین۔ پھر بھی ٹھنڈک نہین پڑتی تو جلا ڈالتے ہین غرض وہ سوختنی خوب جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہین۔ ان کے علاوہ چند جماعتین مقام ... پر ہو گئی ہین۔ وہان ہماری بہادر فوج مقیم ہے۔ گویا دیدہ و دانستہ اوسی پر حملہ کیا ہے لیکن کوئی اندیشہ نہین۔ ایک تو ہماری فوج بلا شرکت غیرے بہادر اور برضا و رغبت خود لڑنے مرنے کو تیار ہے علاوہ ازین ہے بھی وہان کثرت سے۔ وہ ڈچون پر ایسی گولہ باری کریگی کہ پھر قیامت تک یہ ادھر کا رخ نہین کرینگے۔ ہماری بہادر فوج اب تک تو مقابلہ ذرا نرمی کے ساتھ کرتی تھی کیونکہ وہ شہری رحمدل جب ڈچون کا خون خرابہ ہوتے دیکھتی تھی تو ادسکی آنکھون کا پرشب کیا تا ہوا خون پانی ہو جاتا تہا۔ لیکن اب وہ بہت سخت دل ہو گئی ہے۔ کیونکہ اوسنے دیکھ لیا بہت کچھ رعایت کی بعض بعض موقعون پر چھوڑ بھی دیا وقت دینے کے لئے یہ خود بھی ٹال مٹال کی جسکی نسبت ڈچون نے یہ سمجھا کہ ہمنے انگریزی فوج کو ڈکدم بھگا دیا۔ مگر اب ذرا اونکی آنکھین کھلینگی کیونکہ پہلے تو ہماری بہادر فوج اپنے کیمپ ہی چھاؤنی چھانٹے رہتی تھی۔ ڈچون کی جو ٹکڑی ادسپر چڑھ کے آئی۔ اوس نے اوسی کو شکار کر لیا اور بس پھر توکل بخدا بیٹھ گئی۔ لیکن اب تو یہ خود ڈچون کو اس طرح ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ جیسے بھیڑ کا بھیڑیا شکار کی تلاش مین جنگل یا پھرتا ہے۔ اگر کہین پتہ ان کا بھی کہین کا ہو تو فوراً جھپٹ پڑا۔ چنانچہ جنرل ... کی فوجین مقام ... پہنچ گئی اور ... کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہین کیونکہ اوسکو پتہ لگا ہے کہ ادس طرف بہت سے ڈچون کی ... جمع ہین

این! یہ بیباکی

کسی نے سچ کہا ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ یہ وحشی پہلے تو یون ہی نصیبون کو روتے تھے جیسے کوئی وقت ٹالنے کے لئے اپنے کچھ کی پاسداری کے بہانے ایسے ہی وہ بھی اپنی شجاعت مردانگی کا ثبوت دینے کے لئے کبھی چوری چھپے چھاپے مارتے رہتے تھے۔ جہان کہین نکل بھاگا تو پھر نہین تھا اگر ہماری بہادر فوج ذرا غفلت مین رہی تب تو انگ ہی ہٹ پھیری کر دی۔ اور اگر عالم خواب مین بھی دیکھ لیا کہ ہوشیار دیکھا تو الٹے ہی اڑ جائے۔ انہین اتنی طاقت نہ تھی کہ مردانگی کیساتھ جیتے اور بہادری کیساتھ مقابلے کرین۔ ایسے مقامون پر حملے کرتے تھے کہ جہان محض برائے حفاظت ہماری فوج بھی ذرا سی ٹکڑی ہوتی تھی اور وہ بھی کیمپ سے اتنی دور کہ مدد پہنچتے پہنچتے وہ اپنا کام کر جاتے۔ لیکن اب تو وہ نامعقول ایسے دیدہ دلیر ہو گئے ہین کہ کھلے میدان ہاتھ مارنے لگے۔ اور وہ بھی بس بینہ زوری کے ساتھ کیمپ کیمپ نہ چھاؤنی نہ موضع وکہین ... جب پھر کا رخ بند ہا حشرات الارض کی طرح ٹوٹ پڑے اس سے زیادہ اور کیا بیباکی ہوگی کہ وہ بیہودہ ہماری فوج کے گھر کے اندر گھس کے حملہ کر ڈالتے ہین۔ کیمپ ناؤ اور اوس کے نواح پر ہماری فوج کا اچھی طرح قبضہ ہے۔ اور ہر طرح معقول انتظام ہے گویا وہ بمنزلہ راحت منزل کے ہے۔ لیکن اس ہفتہ مین ظالم ڈچ اوسکے اندر گھس آئے۔ اس ضلع کی فوج پر حملہ کر ڈالا۔ حملہ تو پورے ... سے کیا تھا۔ ضلع کی فوج اون کے بے تحاشا ... سے ضرور ... بنا جاتی۔ مگر خیر یہ ہو گئی کہ تو ... وہ مین لانسر رجمنٹ مدد کے لئے پہنچی ڈچون نے کچھ دیر تو مقابلہ کیا اور پیر اونکو پھر ... ہوا کہ اس حملہ مین ... کو ... گئے۔ ہماری فوج نے ... ڈر ... بھی مگر ... مدد ... بہادرانہ ...

بتاؤ تو سہی کہ کیا کیا کروں جواب اچھا کیا کہو گے
خریدم تو ہے ہی ہو خریدار کر دون سا جیحہ بتاؤ اور
شخص میان ناک کی سیدہ راہ دو سے پہلے کسی عالم با
عمل کامل مکمل سے جاملو وہ کینہ نفاق بغض حسد
تکبر خود نمائی گندم نما جو فروشی مکر و فریب سے پاک
اور صاف سے ہی زیادہ سے معاف ہرگا اور محبت
خلق سب کچھ کوٹ کوٹ بھری ہو گی تب تحصیل
علم کیطرف رُخ کرنا اور کیو پڑے بانکے ہیں بیدھ
بارے سعدی علیہ الرحمہ کا ذکر نام اون کا مصلح بزرگ
ہے) بقول کلام ہے سے بر ورومین علم گر استوار
کہ ظلمت رساندہ بجاے انوار ہوا اور وہ علم کون کون
ہے یہ بھی سن لو صرف نحو منطق اصول تاریخ
ناسخ منسوخ تفسیر بیان رسالی قرأت تجوید حساب
ادب وغیرہ وغیرہ جب اس سے فاتحہ فراغ ہو تو
تجارت کرکے تجار بنجانا اور یہی حکم ہے اور برکت
بھی سب سے زیادہ خدا تمہیں توفیق دے ابر رحمت
کیطرح دینی و دنیاوی فیوض سے بندے خدا کو
سیراب کرنا تب تو تمہیں ترکی ہونے کا یہاں وہان
تمام مزہ آئیگا اور نہیں تو خاک دھول بلکہ پنجہ کا
پھول کیونکہ اکثر میری نظروں سے گذرے ہیں
کہ صرف تھوڑی بہت صرف نحو حدیث تفسیر منطق
پڑھ کر بگڑ بند ہوالی، ورفرعون بکر رہیں برسے کی
فکر میں مجسم بکر ہو جاتے ہیں غضب تو یہ کہ آپ تو
آپ جہان کو بھی ساہی بنا بیٹھے ہیں واہ واہ یار
خوب سمجھائی میں آج ترکی ہو جاؤنگی۔
سوال یار جیکھا رتم تو جانتے ہو گے کہ جو شخص
اپنے مذہب کو بدل ڈالتا ہے اوسے ڈھیل ڈھل تمیز
یا ذکر کی بگین سمجھ کر ہماری گورنمنٹ عادل بزرگ
نظر حقارت سے دیکھتی ہو اسنے میں موزون کے
اسد اکبر کی صدا گوش شریف میں رسیدہ ہوئی مرغ
روح قفس عنصری میں ایسا کہ پھیل گئی دری نکہ

وہی بستر پڑا گئے تہا سواب ہی ہے۔ جہٹ تو استغفا
کرتا کمرہ پر تہا او ٹہا اور وضو و دستی بنا کہتا کہٹ
نمازیں ادا کرلیں اور گئے دعا مانگنے سو
خدا محفوظ رکھو بلا سے خصوصا نیچری بچہ سے

خواب میں جیسے تیرا حسن کے شعلے کو حضور
اوس کے منہ کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تہا

(وہی خرابی کرانا کام نہیں۔ ف۔ از جاودانی دانا پور)

جو کچھ سوجھتی ہی نئی سوجھتی ہے

نمبر۲

وہ مارا وہ پچھاڑا۔ لو ہم بتا ہی دیں کچھ مٹھائی کہلا
سیان بتاؤ تو سہی مٹھائی پہلے سے۔ آج ہی رات
کو کسی ڈاکو چور کو مارا۔ واہ یہ کام پولیس کا ہی یا تمہارا
تمہارا یہاں نہ عمر ورزد نہ غم کالا۔ اچھا کسی پہاڑی
گپھا میں کوئی شیر ببر مارا یا کوئی مست ہاتھی یا کسی
دنگل میں کوئی پہلوان پچھاڑا یا کوئی دیو۔ مارا
ارے میان چلو۔ بس تائون تم کیا جانون۔ بہلا
شیر ہاتھی دیو کا مارنا کوئی بات ہے ہمارے جو زرف
سیمینری سکول کے وائسبری چھوٹے سے چھوکرے
لونڈے سے کہدو تو میل سر سے پاس نہ آنے
دے۔ میان وہ مارا اور وہ پچھاڑا۔ تو ضرور
تمہارے اوپر کالی چڑیل سوار ہے۔ بہتر کہ تم کو
حافظ جی صاحب کے پاس لے جاوین۔ انہوں نے
بڑی بڑی بلی زندگی چڑیلیں نرسکی ہیں۔ کون
حافظ جی۔ میان حافظ اشرف علی صاحب نشا جہانے
جو خیر اللہ ٹھیکیدار کے یہان مقیم ہیں۔ معہ حافظ
جی۔ جن کے پاس رات دن رنڈیوں کے جھمگھٹے
رہتے ہیں اور طبلہ ستار بار سرنم ہر وقت بجتا
رہتا ہے۔ وہ حافظ ہیں۔ لوگ زوارن کو پورا

پولا وہ ہی سکتے ہیں نہ کہا۔ بہائی شرم آتی ہے۔
رنڈی باز بتاتے ہیں۔ لوگن کے منہ میں رنڈی باز
کا وہ ہے۔ کسی بزرگ کو بدنام کرنا شرافت سے ایسا
بعید ہے جیسے کمینوں سے شرافت۔ میان وہ ایک
آزاد و درویش آدمی ہیں کوئی آتے کوئی جاتے
اون کو کیا اور گانا سنا یہ دیگر بات ہے۔ غیر مقلد
خفا ہر جائینگے یونہی رہنے دو۔ دیکھو وہ مارا
وہ پچھاڑا پھر وہی پن میں بس بتانا ہو تو بتاؤ صبر
چھٹنے لگے۔ اچھا تم ہارے ہم جیتے یا نہیں بتا ہی
دیں۔ اچھا سر سے اچھے پیچ بتاؤ تم کیا انعام
ہی دو گے۔ پیشتر بتاؤ کیا انعام دو گے۔ جاؤ جو
سب سے پیشتر نیچرن پر دو ٹنکی کر کے ہوا خوری
کرے اوس کی ہو ہی دینگے۔ تمہیں صاف صاف
بتاؤ کیا وہ ہی۔ میان گھبرا گئے ہاری منت بخشنہ
لو اب خوش۔ اچھا بتا ہی دون تم بنسو گے۔ بنسیں
نہیں کیا رو میں۔ زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں۔ تو پھر ہوشیار ہو جاؤ
بتاتا ہون۔ واقعہ ۱۹۰۰ء ہو گئے دو سوا نہ ایلسویں
دن میں آدہی رات کے ۱۲ بجکے ۵۹ منٹ ۵۹
سیکنڈ ختم ہون کے وقت۔ بڑی دلاوری
اور بڑی بہادری اور بڑی ہوشیاری اور بڑی
چالاکی سے اور عیاری وغیرہ وغیرہ تہو خیرہ
بی اختر صاحب نے۔ بڑا موٹا پسو مارا اور مسل کے
چارو خانہ جت پچھاڑا۔ کہو یار کیسا مارا اور کیسا پچھاڑا
نہ کہنا۔ ہم تجھے یا تم اور نہ تجھے اوس کے سر پردم
یارخان میشوند گر سلام علیکم۔

من آن رستم رفت در بین تم
کہ کرد کار زخود بستم

ہم۔ کون نہیں جانتے۔ کیا کرو گے۔ از بمبئی ا

قطعہ تاریخ رحلت پرحسرت امیر والاشان خلد آشیان شیر عرین ضیاء الملۃ والدین عالیجناب امیر عبدالرحمن خان صاحب فرمانروائے کابل ۔ از نتیجہ فکر احقر نور محمد انور مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی ۔

گشتم سرزچون نالہ و آہ و شیون
صد افسوس رفت از جہان شیر کابل
بگفتم ہمین با دل حزن آور
شکار اجل گشتہ آن شیر کابل

۱ ۹ ۶ ۰ ۱

مہاراجہ صاحب سرمور اور رعیت کے خلاف نامہ نگار آفت کی بیجا نکتہ چینی

ایک مضمون اخبار پنچ بہادر مطبوعہ ۱۳ / جون ۱۹۰۱ء منجانب شیخ زین الدین آفت مقیم سہارنپور بہیں عنوان ہماری نظر سے گذرا کہ رعایا سرمور کسطرح نالایق ہمہیں ۔ شیخ جی نے باشندگان سرمور کے بعض اُن اشخاص کو لایقوں اور عقلمندوں کی فہرست میں دکھایا ہے کہ جو انہیں سے کسی نہ کسی الزام یا نالیاقتی سے برطرف از ملازمت کیے گئے ۔ اور بعض شخص نے ابتدا سے ہی گورنمنٹ کی ملازمت بخوشی خود اختیار کیے ۔ شیخ جی نے اپنے دوستوں کو خوش کرنے کو اُن کی بیجا تعریف اور طرفداری کرنی ہوگی ۔ یہ جتلایا ہے کہ وہ لایق ہیں اور یہ بھی ثبوت یہ دیا ہے کہ وہ گورنمنٹ میں ملازم ہوگئے اور راجہ صاحب [illegible]رم اور متعصب ٹھہرایا ہے ۔ اور لکھوتی [illegible] اخبار یہ لکھا ہے کہ راجہ صاحب کی طبیعت [illegible] انصاف نہیں اور عملداحکام اچھے نہیں ۔ اور [illegible] تمہید سے مضمون کا آغاز کیا ہے کہ جناب [illegible]رنمنٹ اپنے ماتحت ملازم رکھتے ہیں ملک پنجاب کے باشندگان کو ترجیح دیتی ہے مضمون نگار نے مہاراجہ صاحب کی ہی شکایت تحریر نہیں کی بلکہ پنجاب گورنمنٹ کی شکایت اس امر کی کرتے ہوئے اُسپر بھی تعصب کی تہمت لگائی ہے ۔ کہ گورنمنٹ پنجاب بجز پنجاب کے باشندگان کے دیگر صوبہ جات کے باشندگان کو ملازم نہیں رکھتی ۔

نامہ نگار کی لچر اور بے بنیاد عرضمندانہ خیال کی تردید میں چند سطور لکھنا ضروری ہیں تاکہ ناظرین پر کذب و راست معلوم ہوجاوے ۔

پنجاب گورنمنٹ نے کوئی ایسا سرکلر جاری نہیں کیا ۔ کہ بجز صوبہ پنجاب کے دیگر صوبہ جات کے باشندگان کو ملازمت نہ ملا کریگی ۔ حالانکہ صدہا ہزارہا اصحاب باشندے ممالک مغربی و شمالی اودہ وغیرہ پنجاب میں خاص گورنمنٹ کے دفاتر میں ملازم اور عہدہ دار ہیں ۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے بلا تعصب بغیر طرفداری کسی قسم کے اپنی ریاست میں انحصار ملازمت رکہا ہے اس ریاست میں قابلی جوہر علمی لیاقت و خاندانی شرافت کے اوصاف دیکھے جاتے ہیں ۔

ریاست ہذا میں ہر فرقہ و مذہب کا آدمی ملازمت پر موجود ہے ۔ اگر مہاراجہ صاحب کے مزاج میں کسی خاص قوم اور ملک کی پاسداری ہوتی تو اسی ایک قوم یا ملک کے ممبر ریاست میں نظر آتے جیسا کہ ہم دوسری ریاستوں میں عموماً دیکھتے ہیں ۔ کہ جس دیوان ۔ وزیر یا اہلکار کا رسوخ مہاراجہ صاحب سے ہوا اوسی قوم اور ملک کے اشخاص ریاست میں دخیل اور ملازم ہوگئے ۔ برعکس اس کے یہاں مہاراجہ صاحب حسب پسند و بعد جانچ لیاقت ملازم رکھتے ہیں ۔ پس یہ شکایت کہ باشندگان کو کس طرح نالایق سمجھیں محض فضول اور بالکل بیجا ہے اور خود غرضی پر مبنی ہے ۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ باشندگان میں سے جو جو شخص جس جس عہدہ کے لایق ہے وہ برابر اسی اعزاز و مراتب سے سرفراز ہیں ۔ تحصیلدار ۔ تھانہ دار ۔ قانونگو ۔ محافظ دفتر کلارک محرر سب کچھ ہیں ۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے رعایا کے جملہ واجب حقوق کو مدنظر رکھا ہوا ہے ۔ مہاراجہ صاحب بہادر کو بمیں خوشی ہوتی ہے جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کی ریاست کے لایق اشخاص گورنمنٹ یا دیگر ریاستوں میں بلا دقت کرتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ اون کی ریاست کی رعایا مرفہ الحال ہوں ۔ لایق بنیں ۔ اور دیگر ریاست ہا و ملک میں ملازمت کرکے اعزاز پاویں ۔ اور فائدہ اٹھاویں ۔ مہاراجہ صاحب بہادر کا احسان عظیم اور عنایات عمیم رعایائے سرمور پر اسقدر ہے کہ وہ شکریہ سے سرنگون نہیں ہوسکتی ۔ پھر مہاراجہ صاحب کو منصف مزاج نہ ٹھہرانا سراسر جہالت اور شرارت نہیں تو کیا ہے ۔

ریاست سرمور میں اگر غیر ملکی باشندگان کو ترجیح نہ دیجاتی تو اس ریاست کا نام اس عروج پر نہ پہونچتا ۔ ریاست سرمور کے نیک نامی اور ناموری اور رئیس کی صفائی ۔ اخلاق اور ملکی خوش نظمی کا جوہر مثل آفتاب عالمتاب روشن ہے ۔

اسلامی ریاست ہا مثل حیدرآباد ۔ دکن ۔ بہوپال ۔ رامپور ۔ بہاولپور وغیرہ کے والیان کو بھی حضرت آفت متعصب اور نا انصاف ٹھہرا سکتے ہیں ۔ کیونکہ وہ بھی تو غیر ملک کے اشخاص کو ملازم رکھتے ہیں ریاست سرمور پر کیا حصر ہے ۔ ہر ایک رئیس اور آقائے نعمت کو اختیار ہے کہ وہ حسب پسند اور اپنے اصول کے مطابق ملازم رکھے ۔ اگر اتفاقاً سکونت ملکی پر ملازمت کا دارمدار ہوتا ۔ تو شیخ جی اور اون کے رشتہ دار دور دور ملکوں میں متلاشی روزگار کیوں مارے مارے پھرتے اور اون کو اپنی جا

کروگر کا دِوالہ

کروگر کی نسبت پہلے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ بھاگتے وقت اتنا خزانہ ساتھ لیکر گیا ہے کہ اوس کے ذریعہ سے وہ جنگل بیابان میں بھی علیحدہ بادشاہت قایم کرسکتا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ بوئروں نے خواہ مخواہ بھی کروگر کی ہوّا باندھ دی تھی۔ یا شاید کروگر نے خود بوئروں کو یہ جتا دیا ہوگا کہ تم لڑنے سے جی نہ چرانا۔ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ جنگ کے کل اخراجات کا متحمل ہو سکتا ہوں۔ بہرحال کسی نے ہوّا باندھی ہو لیکن اب وہ ہوّا اکھڑ گئی۔ ٹرانسوال سے چند فرقے کروگر کے پاس اس خیال سے پہنچ گئے کہ لڑائی میں تو کچھ دم رہا نہیں۔ انگریز ضرور تمام علاقہ پر قابض ہو جاینگے۔ اس لئے پہلے ہی سے کروگر کے زیر سایہ چل بسو۔ کروگر نے پہلے تو بڑی خاطر و مدارات کی۔ کھانے پینے اور سونے بچھونے کپڑے لتے غرض سب ضرورتوں کو پورا کر دینے کا ذمہ لیا اور بڑی فراخدلی کیساتھ اون کی ضرورتوں کو پورا کیا۔ لیکن اب کفایت شعاری سے کام لینے لگا۔ اوس کے جہازوں کی ظاہری حیثیت پر چشکا برس رہی ہے۔ کروگر نے اپنے بھتیجے کو اس کام کے لئے متعین کیا ہے کہ وہ تمام یورپ میں دورہ کرے اور ہر ملک کے اخبارنویسوں کا توجہ شایع کرائے اور مضامین کے ذریعہ سے دول یورپ کو امداد کے لئے ابھارے۔ اس کام کو نتیجہ خیز سمجھ کے کروگر نے دولت لٹا دی۔ یہی دولت جنگ ٹرانسوال سے بھاگا ہوا گروہ کھانے بانٹے۔ عجب نہیں جو چند ہی روز میں صفا چٹ میدان ہو جائے۔

اب کھائی تو کھائی اگھائی تو بدون ام دُہائی

ولایتی فوج کی نسبت ایک عجیب خبر سننے میں آئی ہے جس سے بظاہر اوس فوج کی کم ہمتی ثابت ہوتی ہے یہ خبر گرگر روڈ ہی کی ٹپکائی ہوئی ہے۔ تاہم پورے طور پر یقین نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ انگریزی فوج کو بادہ بھیجتے بھیجتے عقل دنگ ہو گئی بکتے بکتے منہ خشک ہو گیا۔ لکھتے لکھتے سیکڑوں قلم گھس گئے جب نوبت با نیجا رسید کا معاملہ ہو گیا ہو تو ہم کیسے یکایک اپنی بہادر فوج کو بزدل سمجھ لیں۔ جب سے ہم نے یہ خبر سنی ہے عقل حیران ہے۔ اور رہ رہ کے یہی خیال آتا ہے کہ کہیں حضرت روڈ کا دماغ تو نہیں اولٹ گیا۔ انگریزی فوج اور پست ہمتی انگریزی فوج اور بزدلی۔ انگریزی فوج اور کم حوصلگی۔ توبہ توبہ ہزار بار توبہ۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ ہزار بار نہیں۔ لاکھ بار نہیں۔ انگریزی فوج کا ایسا خیال ہی نہیں ہو سکتا کہ جس سے ذرا بھی نامردی کی بو آتی ہو۔ انگریزی فوج اور بہادری سے انکار کرے یہ تو قیامت تک بھی نہیں ہو سکتا۔ مرکز بھی وہ ایسی ذلت گوارا نہیں کر سکتی۔ خدا جانے روڈ کو کیا سوجھی۔ یہ خبر دیدی کہ جنوبی افریقہ سے جو فوج ولایت میں واپس آئی ہے اوسنے دم توڑ دیا۔ گورنمنٹ نے یہ چاہا تھا کہ پھر اوسکو میدان جنگ میں بھیجا جائے لیکن اوسنے قانون پر اعتراض کیا۔ اور صاف کہدیا کہ ہم تو وہاں کی ہوا کھا چکے اب اور دن کہیں بھیجیں۔ اس انکار سے تو گویا یہی ٹپکتا ہے کہ انکا خیال جنگ ٹرانسوال میں جانے کی نسبت اس مثل کے قریب قریب جا۔ اب کھائی تو کھائی اب کھاؤں تو رام دُہائی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ معلوم کیا ہے برٹش فوج کے کارناموں کا خیال کیا جائے تو اس خبر کو عقل قبول نہیں کرتی۔

حاذق الملک مرحوم کی یادگار

حاذق الملک عبد المجید خان صاحب مرحوم و مغفور کے ستودہ صفات اور اون کے کمالات سے کون واقف نہیں حقیقت یہ ہے کہ اونکی ذات منتخبات سے تھی آجتک کوئی طبیب ایسا ملک کا ہمدرد پیدا نہیں علاوہ اوس فیض کے جو اونکی ذات سے عام تھا اونہوں نے ایک ایسے فیض کی بنیاد قایم کرد کہ اگر خدا نے اوسکو مستحکم کر دیا تو تمام جہان کو فیض پہنچتا رہیگا۔ وہ فیض کیا ہو؟ مدرسہ طبیہ سے طلبا کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا اور جگہ جگہ مطب قایم کر کے باقاعدہ مریضوں کا علاج کرنا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر دیسی شخص کو ایسے حکیم کی ضرورت ہے جو فن حکمت میں آہنوں کا منجھا ہوا ہو۔ یہ تو موت و زیست خالق حقیقی کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر حکیم طبی اصول سے واقف ہوگا تو مریضوں کو کئی طرح سے کبھی حلال نہ کریگا۔ آجکل سیکڑوں حکیم ایسے ہیں جنکا محض حکمت کے وسیلہ پر دارومدار ہے۔ عاری کی طرح جھولی میں ہاتھ ڈالا اور جاہیں جیب کر کے مریض کا منہ جھلس دیا۔ کوئی مرے یا جیئے اونکی بلا سے۔ پرخطر زمانہ میں ایسے حکیموں کا کثرت سے ہونا نہایت خوف ہے کہ اگر اس فن پر عادی نہوں تو کم از کم اوس کے اصول سے ضرور واقف ہوں۔ اور یہ بغیر تعلیم کے ممکن نہیں۔ اور عام تعلیم بغیر کسی خاص مدرسہ کے ممکن نہ اور خاص مدرسہ کا استحکام ہمیشہ کیلئے بغیر چندہ کے ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دہلی کے اشخاص نے اسکی طرف خاص توجہ فرمائی یعنی اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو ایک جلسہ آسمبلی میں ہوا جس میں مسٹر ڈپٹی کمشنر بہادر کیا جس میں بااتفاق یہ رائے پائی کہ مرحوم و مغفور کی یادگار ضرور قایم ہو۔ لہٰذا اوسکی یادگار یہی ہو کہ مدرسہ طبیہ کو ضرور ترقی دی جائے ...

معرکہ آرائی

قطعۂ تاریخ

ضیاء الملۃ والدین امیر عبدالرحمن خان اوصلہ اللہ فی طبقات الجنان ۔ از نتیجۂ طبع فقیر عبدالحمید الدولاتی طالب العلم مدرسۂ انجمن بمبئی

عینان من غم ومن ہم من العینان
بموت الناصر الملۃ جزیل الدہر فی الافغان
برفت از دار فانی سوئے دار جاودان جنت
شدن داخل بعیش طرب لذت بر در حور و ان
لہ علم لہ حلم لہ عدل لہ جود
لہ ما کان اوصافنا فی ہمۃ الانسان
زبان بخش ہمہ کس بگو با اسم وی ہمراہ
بگو کن بر وداع آن امیر عبدالرحمن خان

۱۹ ۔ ۱۳ ہجری

خواب و خیال

فاعتبروا یا اولی الابصار
میں آج کرسچن ہو جاؤنگی

ہو تا ستمبر ۔ جاگتا پاک پروردگار ۔ خواب خیال ایسا جھوٹ ۔ بات ایسی سچ ۔ تن تن ۔ رد پر ہو گئے ایجانب بھی سب کیا سو شب بخیر کہکر چھپرکھٹ پر کروٹین بدل بدل آنکھوں سے خواب راحت کے خیر مقدم منا رہے تھے کہ اچانک آسمان اور اوس کے چمکتے ستارے نظر پڑتے ہی دریائے تفکر میں غوطہ ارباع ہر مٹنے لگیت معرفت کردگار ۔ لگے قدرت کاملہ کا نظارہ ۔ خدا جزا کرے ناسمہ کا ۔ عین وقت کریچ محو تماشا کے غلہ لگا یار اتنا غفیل ہو گئے ۔ خیال تو محو تھا ہی ۔ روح بھی شن کو نکل او ہر او ہر دیکھتی بھالتی سیر سپاٹا کرتی تو ۔ وہ وق میدان میں مرغان خوان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتی نظارہ چرہتی

کو سبزہ زار چراگاہ میں پراتی ایک سمت جا نکلی ۔ یا دو ہی قدرت کا تماشا دیکھا کر دو خیمہ دیکھ ۔ کچھ رد کہ کہتے ہے ۔ اور بار بار آکیت ۔ ان خربوزوں کے کہانے میں کچھ ناسواد ۔ فرنگی کے کہانے میں بڑے سواد ۔ پہلے توس ٹکہین اور سپر شراب ۔ میں آج کرسچن ہو جاؤنگی ۔ اور دوسرا یہہ ۔ آدرون کے کہانے میں کچھ ناسواد مسلمٰن کے کہانے میں بڑے سواد ۔ نیچے پہرا و پہا اوپر کباب ۔ میں آج ترکن ہو جاؤنگی ۔ الا پ رہے ہیں ۔ بس پھر تو شوق شنیدن بن کے چھپکے سے درخت کی آڑ میں جا بیٹھے ۔ سو نیا یکے باد دیگرے برکت خیر و عبادت ۔ روشنائی ۔ شرم ۔ عدل ۔ صبر ۔ ہمت ۔ علم ۔ وغیرہ وغیرہ سے بقول شخصے نفس کم جہان پاک ۔ بری وصاف ہے ۔ یہ وہ بہت سنا مگر جب ان سوال و جواب کی ٹھہری تو با بدولت بھی کراما کاتبین بنکر لگے خیالی یادداشت میں سپا ہارنے ڈھونڈانتو

سوال :۔ یار ہم تم ہیں ایک ہی ذات ایک ہی تخ ایک ہی برات کرسچن ہونے پر تلی جا بیکی اپنی وجہ حال کہہ سناؤ ۔

جواب :۔ بھئی میں نے ایک روز اپنی ترکیب خلقت پر غور کیا ۔ تو دماغ شریف میں یاد آیا ۔ کہ وہانی پر تین صدی اور کچھ بالا ۔ وہ روشنی جو بڑے آب و تاب سے چمک ہی ہے ۔ اور عنقریب ہے کہ ایسے ویسے چھوٹے موٹے چراغان سحری کو گل کرتی ہوئی اپنی روشنی مجسم شعلۂ نور سے تمام عالم کو چمکا دے ۔ اگر اعلی تعلیم یافتہ ہو جاؤنگی تو خواہ مخواہ حیدر کا قاضی بنوں ۔ اور ہو چلا گر ۔ قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند ۔ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا ۔ ایسے ایسے کٹھ حجّون کو رباعتو کرسے گلاب نام تو جاری ہے ۔ ہر ٹو رنگ ۔ جو ہست بظاہر و باطن سنگ ۔ کے بیچے پڑ گیا کرا و نہیں کسیو شیطان کسی کو ٹہر و ہال ہے وہ نکالا کر اپنی عقل ۔ علم ۔ فہم ۔ ایمان کے سامنے اندھون کو

جو کرشش آفتاب درخشان اند فیض رسان ہیں کیا کیا بڑا بھلا کہتے ہیں ۔ اور پیر نیچرکے گرگے کا تو حال نہ پوچھ مار آستین بنکر کیا کیا نہ کرنا چاہتے ہیں بلا آزادی کا جو بن ۔ اونچے ایک ابھرا ہوا ہے کو نور ایمان کو ڈر دے منزل دور بھاگ نکلا ۔ جیسے ایمان والے دجال خر دجال لندہ آتش سے خدا بچاتے ۔ نہ بولائے ۔ انہین ۔ حورستان نصیب ہوگا اور نہ پرستان نصیب ہے ۔ آپ تو جانتے ہیں کہ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند ۔ نتیجہ ۔ اپنے سے زیادہ آزادی کا نسیم تیز ہو گیا ۔ پھر کیا ہے ۔ کہان ہو جبکا تا پٹنک مار اپنا پتا نکل بھاگا ۔ ان خربوزوں کے کھانے میں کچھ ناسواد ۔ فرنگی کے کھانے میں بڑے سواد ۔ پہلے توس ٹکہین اور سپر شراب ۔ مین آج کرسچن ہو جاؤن گی ۔

سوال :۔ یہ تو بتاؤ کہ اس ہونین تمنے اپنا کیا نفع سمجھا ۔

جواب :۔ ہا ہا ہا حضرت جو سنا کرتے تھے کوہ قاف اور اوس میں سبز پری لال پری ۔ سٹریٹ پر کا راجہ اندر کا اکھاڑہ بعینہ وہ ہمارا انگلینڈ ہے ۔ جہاں کے ناخدای خدائی سمجھو کر انسان پہنچ جاتا ہے ورنہ کب باز آتی ہیں پر یان غرق کر دینے سے ۔ ماشاء اللہ کوٹ کوٹ سخاوت بھری ہے ۔ کہ وہان کسیکا کوئی سوال رد نہین کرتا ۔ تہذیب آزادی وہ کہ کسیکا کوئی کچھ روک تھام نہین کرتا ۔ حسن وہ کہ پرستان ہی پرستان سمجھو ۔ اگر کسر ہے تو فقط پری کی ۔ عیش و عشرت لطف ترقی ۔ بہبودی ۔ کھانا پانی وغیرہ وغیرہ تو نہ پوچھو ۔ دیکھیے تو ۔ کسیکے پاس ایسی دولت ۔ اور یہ میسر ۔ مین اگر گیا نہ رہا تو خوش نصیبی نو تیز دو ہون گا ۔ تاہم ان ناپاکون پر پھٹکار خدا سر لاکھ تو بجے اچھا ۔ بس ۔ مین آج کرسچن ہو جاؤنگی ۔

سوال :۔ یار جیہ تم ہو بڑے گرگ شناس معلوم مانتے نہین دوست بنکر تجھے بھی میرے دکھ بہ

صلع میں ملازمت کیون نہ ملی ۔ مہاراجہ صاحب مرحوم ہی اس سکے نئے ناانصاف نہیں بلکہ اس ناانصافی کے لئے بڑے بڑے راجے مہاراجے اور حکام بے متہم ہو سکتے ہیں ۔ جو ملکی و مالی پالیسی کی نظر سے باہر والون کو ترجیح دیتے ہیں ۔ کیون صاحب کیا حیدرآباد جیسے ملک میں راجے حکم چند ایم اے جیسی لیاقت کوئی نہ رکھتا تہا کہ جو اون کو پنجاب سے دکن میں بلا کر اندر سکریٹری مرتبہ سطانیہ خفیفہ مقرر کیا گیا ۔ جیپور جیسے سٹیٹ کے باشندگان میں سے کیا ایسا کوئی لائق نہ تہا جو عہدہ وزارت بابو سنگالی کانتی چندر کو سونپا جاتا ۔ رہا یہ معاملہ کہ غیر ملک والے کہ جو ملازم ہونے میں یہ دباؤ دیا جاتا ہے کہ وہ یہان مکان بنواوین یہ بہی خلاف واقع ہے اور صریح جہوٹ ہے ۔ کسی شخص کو یہ دباؤ نہیں دیا گیا کہ وہ یہان مکان بنائیں ۔ بلکہ صلاحانہ و نیکخواہانہ مہاراجہ صاحب مرحوم نے یہ ایک معمول طور پر اپنے اہلکارون کو ایماء فرمایا تہا کہ وہ بمقابلہ کرایہ لینے اور حسب پسند مکان نہ ملنے کے اپنا اپنا خود مکان کیون نہ تعمیر کرائیں ۔ پس اس صایب رائے سے اکثرون نے برضا و رغبت خود مکان بنائے اور جب اون میں سے کوئی ملازمت سے علیحدہ ہوا وہ اپنا مکان فروخت کر گیا ۔ نامہ نگار آفت ان غیر لوگون میں سے کسی ایک کا نام ظاہر کرے کہ فلان شخص پر ناجائز دباؤ دیا گیا ۔ ورنہ جہوٹ کا کیا حشر ۔ شیخ صاحب کیا آپ کو رعایا سرمور کی جانب سے کوئی وکالت نامہ لکہا گیا ہے کہ خواہ مخواہ حقوق دلاتے چلے ۔ اور افترا پردازی سے کام لے رہے ہو ۔ صلاحکاران ریاست نہایت شریف اور کارگذار و طامانی اور مشہور ہیں جن کی نسبت حکام گورنمنٹ نہایت تعریف کرتے ہیں ۔

پس اب ہم مضمون ہذا کو زیادہ طول نہ دیکر ختم کرتے ہیں اور اپنے نادان دوست نامہ نگار آفت کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس جہوٹ اور افترا پردازی سے باز آئے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہنڈیل ایکٹ کی تعریف میں نہ دہر لئے جاوین ۔

مہر کر پڑتے ہیں آ کہہ جائین گر تو گون قدم
جب سمجہنا ہو سمجہہ نور میدان ہم سے

ایک انصاف پسند و بہی خواہ

آلہی آج کس حسرت زدہ کی لاش اٹہی ہے
کہ جسپر روتی آتی ہیں مرادین نوحہ خوان ہوکر

یون تو میان بی بی کی کہٹ پٹ جہٹ پٹ سے کون آگاہ نہیں مگر یا سچ تو یہ ہے ع

خدا بچہ سے نہ ڈوالے معاملہ دل کا

مردون کا یہ تو دستور ہے کہ اپنے بیان سے کبہی خوش ہیں تو کبہی ناراض غرض جورو صاحبہ بہی اللہ کے کرم سے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہی رہتی ہیں ہان اگر میان کچہ تہذیب یافتہ ہوئے تو غریب بیچارون کو بہی جورو کے نخرے اٹہانے پڑتے ہیں اور جو دونو خدا کے فضل سے ایک اندہا ایک کوڑہی کے مصداق ہوئے ۔ تو پہر آگئی بی صاحب کی شامت غرض پہر تو رات دن لات گہونسے سے بات ہوتی ہے ۔ اور پہر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جورو صاحبہ رنج و الم کہاتے کہاتے ایک دن قلابازی ہی کہا جاتی ہیں اور نہیں تو پہول یہ جہارا اور پیٹ جہاتی تو بس دہرا ہے ۔

چنانچہ ان دنون بہی ایک ایسا ہی واقعہ ہو گیا ہے جو اس طبقے پر مشہور ہے کہ ایک لالہ جی کی جورو صاحبہ رات دن اپنے کم بخت حال سے یہی کہا کرتی رہتے لالہ جی تم ادہر اور ہم کہیں اپنا کالا منہ کرتے پہرتے ہو ۔ پر میشر کی کرپا (مہربانی) سے گہر میں کچہ نہیں ۔ مگر لالہ دہوتی پر خفا کو ایسے کچہ کپڑے کی چربی تہی جو آخر نے کا نام ہی نہ جاتی تہی ۔ ایک دن جو لالہ جی کی جورو نے زیادہ انگلیا تو پہر لالہ جی کو اتنی تاب کہان ۔ تو کبہی تو دہوتی سے باہر ہو گئے ۔ اور خوب اچہی طرح دہوتی سنبہال سنبہال کر اوس کی عقل درست کی ۔

ادہر لالہ جی کا گہر سے جانا تہا کہ وہان تو اور ہی کچہ منصوبے ہو گئے اور واقعی بہت دور کی سوجی کیونکہ رات دن بیچاری بدنصیب پڑا تجہے گہونسا اور پیٹنے لاتہ پڑا کرتی تہی ۔ واقعی ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے ۔

اور اوسی روز جس دن میان بی بی میں وہ جوکڑی بہلی تہی اوس کی شام کو یہ ہوا کہ اوس عورت نے ایک بوتل مٹی کا تیل ڈال کر دیا سلائی سب پہر کیا تہا بہونے کی سپتا تہی ۔ آخر کار ہونے پہر تمام میں اوس کی خبر ہو گئی آگ میں جل سب اس واقعہ کو دیکہنے کو دوڑے جب پہنچے تو کیا دیکہا کہ اوس مقدمہ پر ایک سفید چادر پڑی ہے اور لالہ جی ہائے ہائے الامان کر رہے ہیں ۔ یہ جرد ناک سین دیکہ کر ہماری زبان سے نکل گیا کہ

وہ ظلم کرتے ہیں جسپر زور کے سہتے ہیں
خدا بچہ سے نہ ڈوالے معاملہ دل کا

آہ اس گئے گذرے زمانہ میں بہی کیا کیا باعصمت اور پارسا عورتین ہیں جو اپنے ہزار اور منہ کالا کرنے کے بجائے مر جانا ہی نہیں بلکہ زندہ آگ میں جل مرنا بہتر سمجہتی ہیں ۔

مگر افسوس ہے ہمارے ملک کے ہزارون بد کرنسدی بانسی میں مبتلا ہو رہے ہیں مگر بہت اون کو اتنی خبر نہیں کہ آخر اس کا نتیجہ کیا ہو

یا تو مذکورہ بالا انجام ہوگا نہیں تو پھر اودھ نظرہ کی اور سالہا پردن کا۔

راست گفتار ۔ آزاد

لیجئے حضرت اب تو خوب ہو گئی

پنچ پنچ بہادر۔ تو حضرت اب خوب ہو گئی۔ مزے اڑائے گئے لڑائے۔ چین کیجئے۔ بغلیں بجا۔ قسم ہے آدمی کی ایسی ہوئی کہ خوب ہی ڈٹ کے ہو گئی ارے یار کیا ہو گئی کیا کسی اڈیٹر اخبار کی سزا ہو گئی یا ماسٹر امبا پرشاد کی رہائی ہو گئی۔ ارمان جاؤ بھی آپ بھی نرے بیوقوف نیچری ہی نکلے۔ اس سال بھی خدا جھوٹ نہ بلوائے تو قریب نصف درجن کے اخبار نویس سزایاب ہوئے ہوں گے اور جناب صوفی صاحب کی رہائی چہ معنی دارد! بھئی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اچھی ہو گئی۔ کیا اچھا سدھار ہو رہی ہے فرانس میں نا جائز غصب ہو گئی۔ یہ تو دنیا پر ظاہر ہے کہ روس فرانس میں آجکل گہری محبت ہے اسکا کہنا ہی کیا ہے۔ اچھا تو پھر کیا جنگ جنوبی افریقہ ختم ہو گئی تو بھئی سچ کہنا کیسا غم ٹھیک ہوتا ہے کچھ اور بتاؤ! واہ میری جان تیرے اس بتانے کے قربان۔ ارمان اب جنگ کہاں پڑی گی رہ گئی ہے جنگ تو ہمارے شیر لارڈ رابرٹس بہادر بہ ختم کر کے لندن تشریف لے گئے ہیں۔ ہاں جنگ امن کی ہیں اتنی بات ضرور ہے کہ اگر ہمارے بلوچستان کے ۱۵ ہزار جوان کام آئیں گے تو اور سکھ ۱۰ لاکھ ہی کچھ پھر کس ہو جائیگا۔ تو صاحب آپ ہی کیوں نہ بتاؤ کہ کیا ہو گئی۔ سنئے اللہ صاحب کی عجب ہو رہی ہے اور رحمت نازل ہو گئی۔ کیوں بہو گئے عقل کے اندھے جی ہاں خربوزہ بھی طبع آزما ہے۔ ہاں غریب کا گھر کنکھجورہ بہان لیجئے ۔ ہری کا مخمشہ تو ہر شخص جنگ

خضاب لاجواب دلپسند خاص و عام

اے شائقین صاحبان ایسا ہی ایک نادر تحفہ آپ کے پیش نظر نہیں آیا ہے۔ جو کہ کئی سال کے تجربہ اور کوشش بلیغ سے مرکب کیا گیا ہے۔ بس ایکدفعہ کے استعمال سے آپ صاحبان ترکیب کنندگان کی داد دینے میں ہرگز توقف نہ فرمائیں گے۔ وہ تحفہ کیا ہے (خضاب لاجواب) مانند روغن کے بالوں میں لگا دیجئے۔ پانچ منٹ میں بالکل قدرتی سیاہی پر دیکھ لیجئے۔ طرفہ تر یہ کہ پندرہ یوم تک پھر آئینہ دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی بال بالکل نرم اور چمکدار رہتے ہیں۔ اسکی قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت فی بکس (عہ) محصول ذمہ خریدار پانچ بکس کے خریدار کو ایک بکس مفت دیا جائے گا۔ ہر درخواست کی تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوگی ہمارے پاس صدہا سرٹیفکٹ اس خضاب لاجواب کے موجود ہیں لیکن بوجہ عدم گنجائش چند صاحبوں کے صرف نام نامی ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ اپنے اطمینان کے لئے صاحبان ذیل سے تصدیق کر سکتے ہیں۔

(۱) آغا حسن علی صاحب بالی گنج کلکتہ۔
(۲) احمد شاہ صاحب ״ ״ ۔
(۳) بابا امیر علی صاحب پرانا قلعہ راولپنڈی۔
(۴) محمد حسین صاحب کورٹ ماسٹر۔ رسالہ جیکب آباد۔
(۵) حکیم امام علی صاحب کرونا بازار کلکتہ۔

المشتہر
حضرت مولانا عاشق یزدانی سید گلزار شاہ ہمدانی [illegible]
پوسٹ آفس مانڈوی بمبئی۔

خضاب مذکورہ بالا مندرجہ ذیل کے پتہ پر بھی مل سکتا ہے۔ منشی محمد عبدالرحمن صاحب آزاد۔ دفتر پنچ بہادر بمبئی۔

اسلامی دنیا

حجاز ریلوے کا کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے۔ گذشتہ مہینہ کے صرف پچھلے ہفتہ کی مزدوری کی جو رپورٹ شائع ہوئی اوس سے معلوم ہوا کہ ۴۲۰۰ فرش ایک ہفتہ کی اجرت دیگئی۔

عربی گھوڑے جو سلطنت ایران میں فروخت ہونے آتے ہیں اوسپر فی عدد ۲ پونڈ عثمانی پونڈ ٹیکس لیا جاتا ہے پچھلے سال صرف اس مد میں ۱۰۰۰۰ پونڈ کی آمدنی ہوئی۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کی خوش انتظامی کا اس سے کافی ثبوت مل سکتا ہے کہ آپنے اپنے زمانہ خلافت میں سلطنتی قرضوں سے ڈیڑھ سو ملین پونڈ یعنے ۱۵ کروڑ روپیہ ادا کر دیا۔

سواحل عثمانیہ پر جو جہاز حال میں رکھے گئے ہیں اون کا آدھا خرچ صیغہ بحریہ دیگا اور آدھا ناکو کی ٹھیکہ دار کمپنی ادا کرتی رہے گی۔

وادی نابلس میں ایک اور نئی بستی بسائی گئی مسلمان مہاجرین نے اس میں چھاونی چھائی ہے ہے۔ اس بستی کا نام بھی نابلس رکھا گیا۔

پہلے جو لوگ قسطنطنیہ اور ولایت ازمیر سے روس ورومانیہ کی حد میں داخل ہوئے تھے وہ قرنطینہ میں رکھے جاتے تھے اب وہ قرنطینہ اٹھا دئے گئے کیونکہ اب طاعون وغیرہ کا کوئی خدشہ باقی نہیں رہا۔

کپتان شیخ آفندی حجاز ریلوے لائن پر کام کرنے والے سپاہیوں کی نگرانی کے لئے بھیجا گیا تھا وہ وہاں سے بغیر پوچھے گچھے مارسیلز چلا گیا پھر وہاں سے پیرس پہونچ گیا۔ جب پیرس سے خارج ہو کے قسطنطنیہ پہونچا تو فوراً قانونی شکنجہ میں پھانس لیا گیا۔ کورٹ مارشل کے ذریعہ مقدمہ

جاسوسون کی رپورٹین

روسی حکام پر یہ بہت تہی کہ امیر صاحب کے انتقال سے فوری گڑبڑ ضرور واقع ہوگی اوسوقت بیچ بچاؤ کے بہانہ سے بیچ مین ٹانگ اڑا دینگے اور رفتہ رفتہ اپنا اڈنگا جالینگے مگر سردار حبیب اللہ خان کی خوش انتظامی سے وہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔

دو باغی ڈچ ۱۲ اکتوبر کو دوگزری سکاڈ رجمنٹ سے عدم آباد پہونچا دیے گئے۔ اور ۱۹ ڈچ سرداران کو دلیں لگانے کی سزا دیگئی۔

ہماری بہادر فوج نے ڈچ کمانڈنٹ شیپرز کو اڈنگے مین پہانس لیا۔

کمانڈنٹ لاٹر کے ہتھیلی کا سہارا لگانیوالون کو پہلے موت کی سزا دیگئی پہر خدا جانے کیا سبب ہوا کہ لارڈ کچنر بہادر کے رحم کا کنوان اوبل پڑا اور بجائے موت کے اون کے لیے یہ مناسب سمجہا کہ ہمیشہ کیلئے اون کی پال ڈالدیجائے۔

روسی سفیر ایم زنوویف متعینہ قسطنطنیہ نے حضور سلطان المعظم کی خدمت مین ۱۲ اکتوبر کو بار پایا حاصل کی مقام موش پر جو کردون نے چند امریکنون کو مار ڈالا تہا اوس کے انتظام کی درخواست کی اور ترکی فرانس کے جھگڑے کے متعلق بہی گفتگو کی مگر اعلیٰ حضرت نے اس جھگڑے کو اس کان سنا اوس کان اوڑا دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ چین مین اب کسیطرح کی گڑبڑ نہین رہی ہرطرح چین چان امن امان ہے کیونکہ یوروپی فوج کی ہیبت پیرون کے خوف سے جو رئیس بلی ڈوب کر غائب ہوگئے تہے وہ اب اُبہر رہے ہین۔ پرنس لی جو شنیٹی شہزادہ ہے وہ زندہ رہنے کے خیال سے قبرستان مین جا چہپا تہا اب تک وہین رہا حال مین اوس نے دوبارہ جنم لیا اور

اپنے گہر آگیا۔

نواکہالی کے جج مسٹر جینل گورنمنٹ کی طرف سے زاورداد ہے لیکن وہ چین سے ملازمت مین کب بیٹہنے والے ہین وہ عنقریب ہندوستان پہونچ کر دل کے بخارات نکالینگے۔

لیڈی کرزن صاحبہ نے جو حضور ملکہ معظمہ آنجہانی کی یادگار کے لیے چندہ کا فنڈ قایم کیا تہا اوسمین پانچ لاکھ ایک ہزار نو سو چہیالیس روپیہ تو ہوگیا ہے معلوم نہین اور کتنی خواہش ہے۔

فرمسہا جو سٹیمر کوبرا کے غرق ہوجانیکی خبر آئی تہی اتبک جہان مین ہورہی تہی کہ اچہا خاصا چلتے چلتے یہ کیون قلابازی کہا گیا۔ کورٹ مارشل نے کئی کئی مہینے صرف اتنی سی تحقیق مین گنوا دیے اور پہر نتیجہ نکالا تو صرف یہی کہ اسٹیمر کے چلنے ہی سے چر لین ٹیلی ہورہی تہین۔ محکمہ بحری کی غفلت پر افسوس ہی کیا گیا کہ پہلے ہی کیون نہ جانچ پڑتال کرلیگئی۔

کپتان ڈگلس نے دیوانہ ملا سے مقابلہ کرکے بڑا نام پایا تہا ایک دیوانے کو شکست دینے سے وہ ایسے شیر دل ہوگئے کہ شیرون پر ہاتھ صاف کرنے بقول شخصے بکرے کی ماں کبتک خیر منائیگی ایک روز وہ سمالی لینڈ کے شیر کی کمینگاہ مین آگئے ایک ہی جہپٹے مین اوس نے کپتان صاحب کا ازند غفیل کردیا۔

مسٹر بہاونگری جو ہندوستان کیطرف سے پارلیمنٹ مین ممبر ہین بمبئی آتے ہین۔ ۱۲ اکتوبر کو سٹیمر ارپیا پر سوار ہوکر بمبئی کیطرف چل پڑے۔ اون کے دوستون کا ایک بہت بڑا غول اون کو رخصت کرنے مقام وکٹوریا بار پہونچا۔ اس غول مین ہر قوم کا میل تہا۔ ہندو۔ پارسی۔ انگریز۔ مسلمان۔ ہر قوم کے چند چند صدر شریک تہے۔

لی ہنگ چنگ وزیر چین مجبور ہوکر روس کے ارونگہ مین سے نکال لینے کی کوشش کررہا ہے اسی غرض سے وہ دربار ایم لیسر روسی سفیر سے ملا مگر اوس نے یہ کہہ دیا کہ مین اسمین کچھ نہین کرسکتا۔ اپنا خاص قاصد زار روس کی خدمت مین بہیجو شاید تمہاری تقدیر زور کرجائے اور زار روس کو رحم آجائے۔

ممالک مغربی شمالی کے گورنر مسٹر لاٹوچ بہادر ۱۰ اکتوبر کو ہندوستان کیطرف روانہ ہوگئے۔

امیر صاحب کے انتقال کے ماتم مین ۱۰ اکتوبر کو راولپنڈی مین اور ۱۱ کو بمبئی مین عام تعطیل رہی کل سرکاری دفاتر اور اکثر دوکانین بند رہین۔

مقام نوشہرو ابرو علاقہ سندہ مین ایک تاجر ۲۰ من بہنگ افیون چہپائے لے جاتا تہا پولیس جمعدار نے پہانس لیا۔ تاجر نے انسپکٹر کی پونجی سے جمعدار کی مٹہی گرمانی چاہی مگر اوس عالی ہمت نے ذرا بہی پرواہ نہ کی اور قانونی شکنجہ مین تاجر کو جکڑ ہی دیا۔

احاطہ مدراس کے بے برطاعون مخالفت کا انتظام کیا اوس کے متعلق پچہلے سال کے مرتبی رپورٹ شایع ہوئی ہے۔ ۳ لاکھ ۱۹ ہزار (۲ روپیہ) کا خرچ ہوا۔

مسٹر راس مجسٹریٹ ڈرادمکور رعایا کے بڑے ہمدرد ہین وہان کسیکے گہر مین آگ لگی آپ بہی بامنوز و گداز جا پہونچے اور خود ہی آگ بجہانے لگے قریب ہے ایک کنوان تہا خدا جانے کیا اتفاق ہوا کہ مجسٹریٹ صاحب دہڑام سے کنوئین مین جا رہے لوگ بارہ آگ پر پانی ڈال رہے تہے اون کو پانی مین سے نکالنے کی کوشش مین لگ گئے۔ آن کی آن مین سبین ہی جل گیا۔ شکر ہے کہ مجسٹریٹ صاحب گو سوکہے نہ نکلے مگر نکلے سلامت۔

ملکہ قیصرہ کے یادگاری چندہ مین اور ساڑھے ۸ ہزار کا اضافہ ہوگیا۔ جہاز ولی جو دوسری کیطرف سے پانچ ہزار ہوچکا اور ریشعلا بر تاب سنگہ ... صاحب

مہاراجہ کشمیر کیطرف ایک ایک ہزار روپیہ اور
امیرستان کیطرف سے ...۵ نذر کئے گئے۔

آجکے جو کیمپ بوئروں کی لڑائی اوسمیں سے اکثر اوٹھوا دیئے گئے۔ چونکہ ڈوبلی ہو رہی تھیں چھت ... تھے اسلئے وہ سوگرائیں کیمپ میں رہنے دیئے گئے باقی کو اوٹھوا دیا۔

بنگال کی فوجی کارروائی فرما کیا بالکل ہی ... تاہم ... ہمارے بہادر افسر شدت بارش کا عذر پیش کرکے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔

جنرل گھنری کی فوجیں الاکس پمپر گٹ اور پرنگولا کیطرف بڑھ رہے ہیں۔ وہاں دشمن کا جتھا لگا ہے کہ بڑی کثرت کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں۔

سنیچر کے روز کاونٹ والکس اور تین شخصوں کو ساتھ لیکر بمقام ڈون غبارہ پر بیٹھا۔ یہ بیلون خاص طور پر ہوائی سفر کے لئے بنایا گیا تھا ارادہ یہ تھا کہ ہوائی ہلکے ذریعہ سے دریائے انگلینڈ کو چلا جائیں۔ لیکن پورٹ ڈنڈر رنڈ کے قریب ... ہی میں گر پڑا۔ خیریت یہ ہوئی کہ ایک گروز (جنگی جہاز) بغرض حفاظت اُن کے پیچھے ہی پیچھے چلا آ رہا تھا۔ بیلون کو گرتے دیکھ کے وہ کھڑا ہو گیا اور ... نے ہی سب کو نکال لیا۔

شملہ ... میونسپلٹی برقی روشنی کیلئے سرگرم کوشش ... تھی مگر لاگت کا اندازہ کر سکے شبہ ہو گئی۔ مسٹر ... نے خرچ کا تخمینہ کیا تھا یہ خاموش رہے کہ صرف تخمینہ کرنے کی اجرت میں ... کا معاملہ ... ہو گیا۔

جالندھر میں فصلی بیماری کا اب تک زور ... لیکے ہاتھیں ہر وقت ... بند رہتا ہے ... کی بے دردی سے ... کھولتے ہیں

ہی صبح۔ یہ شام ہوتے شام سے صبح ہو جاتی ہے۔

کئی بیچارے ... والدہ کی جھپیٹ میں آکے آگہیں چھت سے لگائے پڑا رہتا ہے۔ گاؤشی ... (سوداگروں) کی سخت شکایت ہے کہ نسخہ کے معقول دام لیتے ہیں اور کوڑا کرکٹ حوالہ کر دیتے ہیں۔

جبلپور کے ایک رئیس مسلمان کے صاحبزادے نماز صبح سے فارغ ہو کے باکی ... اتفاق سے ایک بلی بھی گود اون کے اوپر گر پڑی اور ایسی گری کہ چلتے ہوئے ہاتھ پر ہی دیکھا بیٹھا۔ کیہتے اکڑا اور ... گیا۔ غالباً اوس وقت وہ ... صاف کر رہے ہونگے یہی وجہ ہوئی جو ایک ہی ... سے نصف تی و نصف تک کا حساب ہو گیا۔ اسپتال میں معالجہ ہو رہا ہے۔ صاف و دیکر ... ہو جانے سے لوگ کچھ اور ہی شبہ کر رہے ہیں کہ صاحبزادے صاحب دنیا ہی کو رکھ چھوڑنے سے بیزار ہو کے معاملہ الٹا کر بیٹھے۔ بیچارے کی عمر ۲۰ سال کی ہے اس لئے زیادہ افسوس ہوتا ہے

(نامہ نگار)

کلکتہ کی میونسپلٹی پرائمری اسکولوں کو پہلے تین ہزار روپیہ سالانہ دیا کرتی تھی اب اس ہزار دینا منظور کر لئے۔

کلکتہ میونسپلٹی اکر کنٹو کام کے لئے ایک نئی کوٹھی بنوائی جاتی ہے اس کے لئے چھتہ لاکھ کی منظوری دی ہے۔

۱۶ / اکتوبر کو ایک بدمعاش نے کلکتہ کی پولیس کورٹ میں مسٹر عبدالرحمٰن مجسٹریٹ کے جوتا کھینچ مارا خوش قسمتی سے مجسٹریٹ صاحب بال بال بچے اون کی بالاشر ... کے سر رہی۔

مونڈی منوال (علاقہ جہلم) کے باشندوں

نے کچھ ہاتھ پاؤں سرکار کے خلاف میں نکالے تھے اسلئے ایک سال کیلئے تعزیری پولیس کی تعزیر دی گئی۔

پیادہ فوجوں کے افسروں کو پہلے شمشیر ملا کرتی تھی مگر اب بجائے شمشیر کے فرائیں ملے گی کہ افسر پر کوئی آنچ نہ آئے۔ مخالف نے اون کی طرف رُخ کر دیا اور انہوں نے تڑ سے اڑا دیا۔

سرحد کے شیعہ سنی فرقوں میں گلغپ جاری ہے۔ صفدر خان زنگی کے پاس دو ایک سرنگ توپیں تہیں دُہران سے حملہ کرکے اوس نے قلعہ کو نکال ... مخالف فریق سے چھین لیا۔ فریق ثانی دوبارہ حملہ کی تیاری کر رہا ہے صفدر خان بھی ایک پشاوری مستری سے اور توپیں ڈھلوا رہا ہے۔

جبلپور میں توپوں کے چھکڑوں کی ساخت کے مجوزہ کارخانہ پر سالانہ دوران میں ۲۴ لاکھ روپیہ خرچ کریں گے۔

پٹ ور میں حکم ہوا کہ دو فوجی اسپتال جلدی آراستہ کئے جائیں کہ ضرورت پوری ہو جائے۔

طاعونی شکار

تاریخ	مبتلاء طاعون	اموات طاعون	اموات کل امراض
۱۳ / اکتوبر	۲۲	۳۶	۱۲۴
۱۴ / //	۲۰	۲۴	۱۱۲
۱۵ / //	۲۹	۲۵	۱۱۴
۱۶ / //	۱۹	۲۵	۱۲۶
۱۷ / //	۴۴	۲۸	۱۳۳
۱۸ / //	۲۳	۲۴	۱۰۱
۱۹ / //	۲۴	۱۵	۹۹

مطبع حمیدیہ واقع بمبئی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا